لبنیٰ غزل

دل کے دریچے میں چاند

ماحون کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے اپنے کمرے سے باہر نکلتے ہی آنگن میں ابا جی کے ساتھ آتی اجنبی لڑکی کو دیکھا۔

جھکا ہوا چہرہ، آنچل کی اوٹ میں چھپا تھا۔ وہ قریب آگیا۔

"ابا جی! یہ کون ہے آپ کے ساتھ؟" اس سے رہا نہ گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

"یہ ارفیہ ہے، شاید بچپن میں تم نے اسے دیکھا ہو گا، میرے اکلوتے ماموں زاد بھائی کی بیٹی ہے۔"

ناولٹ

"جن کا پچھلے دنوں لاہور میں انتقال ہوا تھا؟" ماحون نے پوچھا۔

"ہاں وہی، اب ارفیہ بے چاری اس دنیا میں بالکل تنہا ہے۔ ماں تو پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، اب اس کے والد بھی چل بسے، کوئی رشتہ دار نہیں سوائے میرے، اسی لیے میں اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔" ابا جی نے بتایا۔

"کیا؟" وہ چونکا۔ "مگر یہ رہے گی کہاں؟" وہ پریشان ہو کر بولا۔

"یہ یہیں رہے گی ہمارے پاس، میری بیٹی بن کر۔" ابا جی نے اس کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"مگر اماں بیمار ہیں، ان کا وجود تو ہمارے اس گھر میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ یہاں اکیلی گھبرائے گی۔"

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے برخوردار! تم تو آفس چلے جاتے ہو اور رات گئے گھر واپس آتے ہو۔ تم اپنے کام سے کام رکھو۔ اس گھر میں اس کی حیثیت میری بیٹی کی ہی ہے۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور میں نے اس کے لیے بہت کچھ سوچ لیا ہے۔ وقت آنے پر بتاؤں گا، فی الحال تو بیٹا! آپ اپنی آنٹی کے کمرے میں آرام کرو۔" ابا جی نے پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

وہ خاموشی سے سر جھکائے کھڑی رہی۔

"ہاں، آپ امی کے کمرے میں ہی رہیں۔" ماحون بولا تو اس نے پہلی بار اپنا جھکا ہوا سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

HarfeDua
@
OneUrdu.com
UrduPhoto.com

ماہین نے فوراً نظریں پھیر لیں۔
وہ گہری گہری آنکھیں آنسوؤں کے سمندر میں ڈوبی ہوئی اور خوبصورت چہرے پر اداسی اور حزن کا ملا جلا تاثر۔
"میں چلتا ہوں ابا جی! رات کو آؤں گا۔" وہ جلدی سے باہر نکل گیا۔
"انہیں تو ہر وقت باہر جانے کی پڑی رہتی ہے، گھر کی کوئی فکر نہیں ہے۔" ابا جی اس کی بے فکری کی اس عادت سے بہت نالاں تھے۔
وہ باہر چلا گیا تو وہ ارفع کو لے کر اندر کمرے میں آ گئے۔
کمرے میں بستر پر ایک ادھیڑ عمر خاتون نیم دراز تھیں۔ آنکھیں موندے ہوئے وہ کسی گہری سوچ میں گم تھیں۔
"بانو بیگم!" ابا جی نے انہیں پکارا۔
بانو بیگم نے آنکھیں کھول کر ان کی طرف دیکھا۔
"آ گئے آپ اور یہ کون ہے آپ کے ساتھ؟" کمزور سی آواز ابھری ان کی۔
"ہاں میں آ گیا ہوں۔ یہ ارفع ہے، اپنے طاہر بھائی مرحوم کی بیٹی۔"
"طاہر کی بیٹی؟" انہوں نے بستر سے اٹھنے کی کوشش کی۔
ابا جی ارفع کو ان کے قریب لے آئے۔
"یہاں آؤ میرے پاس۔" بانو بیگم نے بمشکل بیٹھتے ہوئے اسے قریب بلایا۔
وہ ان کے قریب آئی اور ان کی بانہوں میں سما گئی۔
[illegible] ساری [illegible] بانہوں میں [illegible] سے [illegible] پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔
"طاہر بہت اچھا انسان تھا، اس کے فوت کا سن کر بہت دکھ ہوا۔ میں اپنی بیماری کی وجہ سے نہیں جا سکی تھی۔ اچھا ہوا تم اپنے تایا کے ساتھ یہاں آ گئیں۔ یہاں تمہیں کسی قسم کی کمی محسوس نہ ہوگی۔ تم ہماری بیٹی بن کر رہو گی۔" بانو بیگم نے اس کے آنسو صاف کیے، اس کے بکھرے بال سمیٹے اور اسے پیار سے چپ کرا دیا۔
"تم جاؤ، ہاتھ منہ دھو کر کپڑے تبدیل کرو۔" بانو بیگم نے نرمی سے کہا۔
"ہاں بیٹا! تمہاری تائی امی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ تم خود اپنے آپ کو سنبھالو، صبر اور تحمل سے کام لینا ہو گا ورنہ یہ پہاڑ جیسی زندگی کس طرح گزرے گی۔" ابا جی نے کہا۔
"جی اچھا۔" وہ اپنے آنسو پونچھتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔
"تم نہا دھو کر فریش ہو جاؤ۔ میں تمہارے اور تمہاری تائی امی کے لیے چائے بنوا کر لاتا ہوں۔"
"نہیں تایا جی! میں چائے بنا لوں گی۔ آپ بالکل تکلیف نہ کریں۔" وہ بولی۔
"تمہارا اپنا گھر ہے، جو جی چاہے کرنا، ابھی تم تھکی ہوئی ہو، تھوڑا آرام کرو۔" بانو بیگم نے کہا۔
"میں آرام کر لوں گی چچی! آپ بے فکر رہیں۔" وہ بولی۔
پھر اس نے ایک سادہ سا سوٹ نکال لیا۔
"ادھر ساتھ ہی واش روم ہے بیٹا۔" بانو بیگم نے ہاتھ کے اشارے سے [illegible] گئی۔
کچھ دیر کے بعد وہ فریش ہو کر نکلی تو ابا جی چائے کی ٹرے تھامے اندر آ گئے۔
"تایا جی! آپ نے ناحق تکلیف کی، میں خود بنا لیتی۔" وہ [illegible] ہوتے ہوئے بولی۔
"بیٹی! [illegible] کے لیے تکلیف کیسی۔ آج تم میرے [illegible] پی کر دیکھو، تمہاری تائی امی کے بیمار ہونے سے باورچی خانے کی آدھی ذمہ داری مجھ پر آ گئی ہے۔" وہ مسکرا کر بولے۔
"اب میں آ گئی ہوں نا۔ اب آپ لوگوں کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" ارفع نے بھی مسکرا کر کہا اور تایا جی کے ہاتھ سے ٹرے تھام لی۔

چائے کی ایک پیالی اس نے تائی امی کو دی۔
تینوں نے چائے پی لی تو ارفع ٹرے اٹھا کر باہر آ گئی۔
"آپ نے بہت اچھا کیا کہ اسے یہاں لے آئے۔ طاہر بھائی کے انتقال کے بعد تو یہ بالکل تنہا تھی، کیسے وہ رہ سکتی تھی غیروں میں۔" بانو بیگم نے اپنے شوہر کے اس اقدام کو سراہتے ہوئے کہا۔
"مجھ سے اس کی تنہائی اور اداسی دیکھی نہیں گئی، اکیلی ذات کو غیروں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا اور پھر جب میں اس کا تایا زندہ ہوں تو وہ غیروں کے رحم و کرم پر کیوں رہے۔"
"ان کے گھر کا کیا ہوا؟" بانو بیگم نے پوچھا۔
"گھر کرائے کا ہی تھا، وہ کمرے انہوں نے کسی کے ساتھ شیئر کر کے لیے تھے۔ اب سب حساب کتاب ختم کر کے اور سامان بیچ کر ارفع کو ساتھ لے آیا ہوں۔"
"بچوں کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوا؟"
"بھلا اعتراض کرنے والا یہاں تھا ہی کون، سمجھنے والے وہ کیوں اعتراض کریں گے، اس کا میرے سوا کوئی نہ تھا۔"
"اب یہاں ہماری بیٹی بن کر رہے گی۔" بانو بیگم بولیں۔
"[illegible] کرے اور ہمیں اس کی ذمہ داریاں محبت اور خلوص سے نبھانے کا موقع دے۔" ابا جی کے دل سے دعا نکلی۔
ارفع نے آتے ہی گھر سنبھال لیا تھا۔
چائے کی ٹرے لے کر وہ کچن میں گئی تو اس سے کچن کی حالت دیکھی نہ گئی۔
ظاہر ہے تائی امی بیمار تھیں اور گھر کی دیکھ بھال نہ کر سکتی تھیں، اس لیے گھر کو ملازمہ کے سر پر چھوڑا ہوا تھا اور آج ملازمہ بھی چھٹی پر تھی، اس لیے گھر خاص طور پر کچن کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔
اس سے نہ رہا گیا اور وہ فوراً صفائی ستھرائی میں لگ گئی۔
سب سے پہلے اس نے برتنوں کا ڈھیر دھویا، پھر ساری چیزیں ترتیب سے رکھیں۔ کیبنٹ صاف کیے اور کچن کے سلیب دھو کر انہیں خشک کر کے اسے سکون ملا۔
اب کچن کی حالت قدرے بہتر تھی۔
"باقی ساری صفائی کل کروں گی۔ ابھی تائی امی سے کھانے کے بارے میں پوچھ لوں۔" وہ یہ سوچ کر کچن سے باہر آ گئی۔
"تائی امی!" اس نے وہیں سے آواز دی۔
"آؤ بیٹا!" وہ بولیں۔
"کھانا کیا پکے گا؟" اس نے پوچھا۔
"تم تھکی ہوئی آئی ہو، آرام کرو، کھانے کا دیکھا جائے گا۔ میں بازار سے لے آؤں گا۔" ابا جی نے شفقت سے اس کی طرف دیکھا اور بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔
"بیٹی! ابھی تو سفر کی تھکان بھی نہیں اتری ہوگی اور تم کام میں لگ گئی ہو۔" بانو بیگم نے کہا۔
"مجھے کام کرنا اچھا لگتا ہے۔"
"ارے کام بھی بہت وقت پڑا ہے، تم ادھر آؤ میرے پاس کچھ دیر آرام کرو۔" بانو بیگم نے پیار سے پاس بلایا۔
"تم ابھی اپنی تائی امی کے پاس آرام کرو، کھانے کے لیے کچھ لے آؤں گا۔ تم فکر نہ کرو [illegible] ہو کر کام کرتی رہنا۔"
تایا جی نے اتنے خلوص سے کہا کہ وہ منع نہ کر سکی۔ بانو بیگم کے ساتھ بیڈ پر آ کر لیٹ گئی۔
ابا جی باہر چلے گئے۔
سفر کی تھکان تھی اور گزشتہ کئی راتوں سے وہ ٹھیک طرح سے سو نہ سکی تھی۔ پرسکون ماحول اور ان لوگوں کی محبت ملی تو اس کے سر سے ایک بوجھ سا اتر گیا۔ تھکی ہوئی تھی، فوراً نیند کی پرسکون آغوش میں چلی گئی۔
بانو بیگم نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا، اس کے سر پر ہلکا سا بوسہ دیا۔
"یا اللہ! اس کے حال پر رحم کرنا، اسے حزن کی

HarfeDua
@
OneUrdu.com
UrduPhoto.com

مشکل میں نہ ڈالنا۔" حسن کے دل سے دعا نکلی۔
انہوں نے اسے ڈسٹرب نہیں کیا' کھل کر سونے دیا۔

شام کو اس کی آنکھ کھلی وہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھی۔ ایک لمحے کو تو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا کہ وہ کہاں ہے پھر اچھی طرح آنکھیں کھول کر بغور دیکھا سوتے ہوئے ذہن کو بھی جگایا تو یاد آیا کہ وہ تایا جی کے گھر میں ہے۔

"میں اتنی دیر تک سوتی رہی' آپ نے مجھے اٹھایا نہیں تائی جی۔"

"بیٹی سفر کی تھکن اور کئی رت جگوں کے بعد ایسی ہی نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں تمہیں بے آرام کیوں کرتی۔" بانو بیگم نے کہا اور پھر آہستہ آہستہ چلتی باتھ روم کی طرف بڑھ گئیں۔

ارفع بھی بستر سے نکل آئی۔

تایا ابو بھی بیدار ہو چکے تھے۔ وہ سیدھی کچن میں چلی گئی اور کھانے کے بارے میں سوچنے لگی۔

"تم پھر یہاں آگئی ہو بیٹی؟" تایا ابو اس کے پیچھے چلے آئے۔

"گھر میں چاول تو ہوں گے ہی۔" وہ بولی۔

"ہاں بیٹی! مرتبانوں میں تلاش کرلو۔" وہ بولے۔

وہ تین پلاسٹک کی بڑی برنیوں میں دیکھنے کے بعد ایک میں چاول نظر آئے۔ "تایا جی! آپ مجھے مٹر لا دیں' میں مٹر پلاؤ' ٹماٹر کی چٹنی کے ساتھ بنا لیتی ہوں۔"

"بیٹی! آج رہنے دو کل سے شروع کرلینا سارے کام۔"

"اس میں کوئی دیر نہیں لگے گی۔"

"اچھا چلو جیسی تمہاری خوشی۔"

"آپ میرے ہاتھ کا کھانا کھا کر تو دیکھیں' آپ کو پسند آئے گا۔"

"مجھے یقین ہے' میری بیٹی بہت اچھا پکاتی ہوگی۔" وہ بولے۔

"میں چائے بنا لیتی ہوں' جب تک آپ منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو جائیں۔" وہ بولی۔

"اچھا بیٹی جیسی تمہاری خوشی۔" تایا جی اسے دیکھ کر مسکرا دیے۔

ارفع نے اپنے آپ کو گھر کے کاموں میں مصروف کرلیا حالانکہ تایا جی اور تائی جی منع کرتی رہیں۔

"جب آپ مجھے اپنی بیٹی بنا کر لائے ہیں یہ گھر میرا اپنا گھر ہے تو اپنے گھر کا کام بیٹیاں ہی تو کرتی ہیں۔" اس نے جواز پیش کیا۔

"خدا تمہیں خوش رکھے تم نے ایک ہی دن میں ہمارے گھر کی رونق بڑھا دی۔ مامون تو گھر ٹکتا ہی نہیں' ہم دونوں بوڑھے میاں بیوی بور ہو جاتے ہیں۔" تایا جی نے شفقت سے اس کی طرف دیکھا۔

چائے پینے کے بعد وہ گھر سے باہر قریبی مارکیٹ میں چلے گئے' جبکہ ارفع نے جلدی جلدی برتن دھو ڈالے' چاول چن کر رکھ لیے۔

تایا جی تقریباً" آدھ گھنٹے میں بازار سے واپس آئے تو مختلف سبزیاں ان کے ہاتھ میں تھیں۔

"اب جو کچھ چاہیے پکا لینا۔" انہوں نے سارا سامان ارفع کے حوالے کردیا۔

ارفع کچن میں مصروف ہو گئی۔

آج کھانے کی خوشبو پورے گھر میں پھیلی ہوئی تھی۔

کھانے کی تیاری کے بعد اس نے گھر کی صفائی ستھرائی کا کام شروع کردیا۔

"تائی امی! ساتھ والا کمرہ لاک ہے' صفائی کیسے کروں۔" اس نے آکر پوچھا۔

"اسے رہنے دو' مامون دیر سے آئے گا وہ کمرے کی صفائی خود ہی کرلیتا ہے' تم اس کی فکر نہ کرو۔" بانو بیگم بولیں۔

"اچھا۔" وہ ان کے پاس بیٹھ گئی۔ "کھانا بھی تیار ہے' اگر آپ کہیں تو نکالوں یا انتظار کریں۔" وہ بولی۔

"مامون کا انتظار کرنا تو فضول ہے۔ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے' دیر سے آئے گا' بھوک لگے گی تو خود ہی کچن میں جاکر کھانے لگے گا۔" تایا جی بولے۔

"تھوڑی دیر کھول کھانے کا' میں ہوں نا۔ میں ابھی کھانا گرم کروں گی اور آپ کے لیے بھی ابھی گرم گرم کھانا لاتی ہوں۔" وہ مسکراتی ہوئی اٹھ گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں اس نے کمرے میں دونوں بیڈ کے درمیان رکھی ہوئی ٹیبل پر کھانا لگا دیا۔

خوشبو سے پورا کمرہ مہک گیا تھا۔

"آج کتنے عرصے کے بعد ایسی خوشبو محسوس کی ہے۔" بانو بیگم بولیں۔

مٹر پلاؤ کا ایک ایک دانہ کھلا ہوا تھا۔ ساتھ ٹماٹر پودینے کی چٹنی اور کھیرے کے سلائس تھے۔

کھانے کا لطف آگیا تھا۔

وہ دونوں بہت تعریف کر رہے تھے اور خوش بھی تھے۔

ارفع نے ان کے ساتھ ہی کھانا کھایا اور پھر برتن اٹھا کر لے گئی۔

کھانے کے بعد تایا جی' بانو بیگم کو سہارا دے کر کچھ دیر کے لیے باہر لاؤنج میں لے آئے' اندر کمرے میں پڑے پڑے دل بھی تو گھبرا جاتا تھا۔

ارفع جلدی جلدی کچن کے کاموں سے فارغ ہو کر ان کے پاس آکر بیٹھ گئی اور تائی امی کی ٹانگیں دبانے لگی۔

"ارے بیٹا! یہ کیا کر رہی ہو۔" انہوں نے اپنی ٹانگیں سمیٹ لیں۔

"تائی جی! اب میں روزانہ آپ کی ٹانگوں کی مالش کروں گی' آپ کا خیال رکھوں گی' آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی اور چلنے پھرنے کے قابل ہو جائیں گی چند دنوں میں۔" وہ بولی۔

"مجھے اچھا نہیں لگے گا۔"

"مگر مجھے تو بہت اچھا لگے گا۔" اس نے پھر ان کی ٹانگیں دبانا شروع کردیں۔

واقعی بہت سکون ملا تھا بانو بیگم کو۔ اس کے انداز میں اتنی محبت تھی کہ وہ انکار نہ کرسکیں۔

بہت دنوں کی اکڑی ہوئی ٹانگوں میں اب کچھ زندگی محسوس کی تھی انہوں نے۔

"بس کرو اب' تھک جاؤ گی۔" کچھ دیر کے بعد انہوں نے کہا۔

"آپ کی دوا لے آؤں؟" وہ پوچھنے لگی۔

"نہیں' میں ابھی چلتی ہوں کمرے میں' وہیں رکھی ہے' نکال لوں گی۔" وہ بولیں۔

ارفع انہیں سہارا دے کر اندر لے آئی۔

"تم بھی میرے پاس سو جانا' تمہارے تایا ابو لاؤنج میں سو جائیں گے۔" وہ بولیں۔

"میں ان کا بستر لگا دوں؟" وہ پوچھنے لگی۔

"ہاں اسٹور میں گدے' تکیے اور کمبل رکھے ہیں' لاؤنج میں بستر بچھا دو۔" انہیں لٹا کر دوا دینے کے بعد وہ اسٹور کی طرف بڑھ گئی۔

لاؤنج میں اس نے تایا جی کے لیے بستر لگا دیا۔

"اب آپ آرام سے بیٹھ کر ٹی وی دیکھیں یا سو جائیں۔" وہ بولی۔

"تم بھی آرام کرو' سو جاؤ۔"

"اور مامون؟"

"اس کے پاس باہر کے دروازے کی چابی ہوتی ہے' وہ آ جائے گا خود ہی' تم فکر نہ کرو۔" انہوں نے کہا۔ وہ اندر چلی گئی۔

تائی امی سو گئی تھیں' دوائی کا اثر بھی تھا اس لیے جلدی ہی نیند کی آغوش میں چلی گئیں۔

وہ بستر پر لیٹ گئی۔

مگر نیند اب اس کی آنکھوں میں نہیں تھی۔ سوچیں اس کے ذہن میں اتر اتر کر آ رہی تھیں۔

اس کی تقدیر اسے اس کے اپنے گھر سے نکال کر یہاں لے آئی تھی۔

اور اب آگے کیا ہونا تھا' یہ اسے معلوم نہ تھا۔

اس کو رہ رہ کر یہی خیال آ رہا تھا کہ وہ کب تک ان پر بوجھ بنی رہے گی۔ کسی کی ذمہ داری کو نبھانا بہت بڑی بات ہوتی ہے۔

انہی سوچوں اور فکروں میں اسے دیر تک نیند نہ آئی۔

باہر لاؤنج کی لائٹ آف تھی مگر کمرے سے ہلکی

HarfeDua @ OneUrdu.com
UrduPhoto.com

روشنی کھڑکی کے راستے اندر آرہی تھی۔ اسے گھپ اندھیرے سے ڈر لگتا تھا اور دم گھٹتا تھا' ہلکی روشنی کمرے میں موجود تھی' اس لیے اسے گھبراہٹ نہیں ہوئی۔

یوں بھی نئی جگہ تھی' اس لیے نیند کا آنا مشکل ہی تھا۔

اسے باہر کسی کی آہٹ سنائی دی۔

وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔

ماحون اپنی چابی سے باہر کا دروازہ کھول کر اندر آیا تھا اور اب ساری کنڈیاں لگا رہا تھا۔ وہ پلٹا تو ارفہ اسے برآمدے میں نظر آئی۔

ایک لمحے کو وہ چونکا پھر یاد آیا کہ ابا جی صبح اس کی کسی کزن کو ساتھ لے آئے تھے۔

"تم سوئی نہیں ہو اب تک۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"نیند نہیں آرہی تھی اور ویسے بھی مجھے آپ کی فکر تھی۔" وہ جھجکی نگاہوں سے بولی۔

"میری فکر کیوں تھی؟"

"میں سوچ رہی تھی کہ آپ آئیں تو آپ کو کھانا دے دوں۔"

"میرے بارے میں تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود ہی کھانا کھاؤں گا بھوک ہوئی تو۔"

"بھوک کیوں نہیں ہوگی۔"

"میں نے دوستوں کے ساتھ کھالیا تھا۔"

"دوستوں کے ساتھ باہر کے کھانے کھانا کچھ صحت کے لئے اچھا نہیں ہے۔ جب گھر میں کھانا پکا ہو تو کوئی ضرورت نہیں ہے باہر کھانے کی۔" اس کے انداز میں نصیحت تھی' حکم تھا' التجا تھی۔ ماحون سمجھ نہ سکا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس نے فوراً" نگاہیں جھکا لیں۔

"تم [illegible] تو پھر بھی اصرار نہ کروں گی۔" وہ یہ کہہ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

ماحون تھوڑا جھجکا پھر کچن میں آگیا۔

"کھانے کا مزہ تو اس وقت آتا ہے جب کھانا گرم اور تازہ تیار ہوا ہو۔" وہ بولی۔

اس کے لیے اس نے پلیٹ میں چاول نکالے چٹنی اور کباب سامنے رکھے۔

ماحون نے تھوڑے سے چاول دوسری پلیٹ میں نکال لیے۔

کھانے کی خوشبو نے اسے مجبور کر دیا اور پھر کھانے کا ذائقہ۔ وہ واقعی ہاتھ نہ روک سکا۔

ارفہ جھجکی جھجکی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔

"آپ کیا خیال ہے؟" وہ بولی۔

"کس بارے میں؟" ماحون چونکا۔

"کھانے کے بارے میں۔"

"اچھا ہے۔" وہ بولا۔

"اگر آپ کو پسند آیا ہے تو پھر روزانہ جلدی گھر آیا کریں اور سب کے ساتھ مل کر تازہ اور گرم کھانا کھایا کریں۔ وقت پر کھانا اور وقت پر سونا صحت کے لیے اچھا ہوتا ہے۔" وہ بولی۔

"مجھے سب معلوم ہے مجھے آپ کی نصیحت کی ضرورت نہیں۔" وہ کچھ چڑ کر بولا اور پھر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ارفہ نے برتن سمیٹے اور پھر اپنے کمرے کی طرف آگئی۔

اماں جی کی آنکھ کھل گئی تھی۔

"آیا ماحون؟" انہوں نے پوچھا۔

"جی میں نے انہیں کھانا بھی کھلا دیا ہے۔"

"اچھا کیا اب تم جا کر سو جاؤ۔" انہوں نے کہہ کر کروٹ بدل لی۔

وہ کمرے میں آگئی۔

اب نیند سے اس کی آنکھیں بوجھل ہونے لگی تھیں۔

وہ بستر پر لیٹتے ہی سو گئی۔

ماحون بھی اپنے کمرے میں چلا گیا۔

آج اس نے کافی عرصے کے بعد گھر کا پکا کھایا تھا اور وہ خود حیران تھا کہ وہ ارفہ کو انکار کیوں نہ کر سکا۔ حالانکہ وہ جان بوجھ کر اسی لیے دیر سے آیا تھا کہ وہ سب سو گئے

ہوں گے اور ارفہ بھی تھکی ہوئی ہوگی نیند کے مزے لے رہی ہوگی مگر وہ تو اس کے انتظار میں بلکہ اس کی خدمت کرنے کے شوق میں جاگ رہی تھی مگر ماحون کو اس کی خدمت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس نے اسے نظر بھر کر دیکھا بھی نہ تھا۔

بچپن میں جب بھی طاہر چچا کراچی آتے تھے تو ان ہی کے گھر ٹھہرتے تھے۔ اس نے ارفہ کو کئی سال پہلے دیکھا تھا اور اس کے ذہن میں اس کا وہی تصور تھا۔

اب تو اس کے ذہن میں کسی اور کا تصور آباد تھا اور وہ اپنی کولیگ شائنہ کے تصور کو بہت جلد اپنی زندگی کے روپ میں اپنے گھر میں دیکھنا چاہتا تھا۔

اس کے دل میں ارفہ جیسی لڑکی کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔

اس نے ارفہ کے خیال کو جھٹک دیا اور شائنہ کے خواب آنکھوں میں لیے نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

☼ ☼ ☼

صبح اس کی آنکھ گھر میں ہونے والے شور سے کھلی۔ کچن سے برتنوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ پورے گھر میں گرم گرم پراٹھوں کی خوشبو پھیل رہی تھی۔

ارفہ اس کے دروازے پر دستک دے گئی تھی۔

"جلدی سے اٹھ جائیں' ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔" وہ کہہ کر چلی گئی۔

لاؤنج میں رکھی ڈائننگ ٹیبل پر وہ ناشتہ لگا چکی تھی۔

ابا جی ناشتے کی ٹیبل پر اخبار پڑھ رہے تھے۔ ارفہ' بانو بیگم کو اپنی بانہوں کا سہارا دیے وہیں لے آئی۔

"آپ ناشتہ شروع کریں' میں چائے لے کر آتی ہوں۔" انہیں کرسی پر بٹھا کر وہ پھر کچن کی طرف بھاگی۔

ماحون بھی ناشتے کی ٹیبل پر آگیا' روزانہ وہ جلدی میں ڈبل روٹی کے سلائس اور چائے کا کپ پی کر آفس چلا جاتا تھا۔

HarfeDua @ OneUrdu.com
UrduPhoto.com

آج ناشتے کی میز سلیقے سے سجی تھی اور خوشبوئیں
اٹھ رہی تھیں۔
نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے گرم تازہ آملیٹ اپنی
پلیٹ میں نکالا اور پراٹھے کے ساتھ کھانے لگا۔
"ارفع کے آتے ہی ہمارے گھر میں خوشگوار تبدیلی
آئی ہے۔" ابا جی نے ماہون کی طرف دیکھ کر کہا۔
ماہون خاموشی سے ناشتہ کرتا رہا۔
ارفع گرم گرم چائے لے کر آ گئی۔ اس نے سب
کے آگے کپ رکھ دیے۔
"کل آپ کا کمرہ لاک تھا اس لیے آپ کے کمرے
کی صفائی نہ ہو سکی۔ آج کمرہ کھلا رہنے دیجئے گا میں
صفائی کر دوں گی۔" اس نے ماہون سے کہا۔
"کوئی ضرورت نہیں ہے۔" وہ رکھائی سے بولا۔
"کیوں ضرورت نہیں ہے، جب تک گھر کی صفائی
کوئی عورت نہ کرے گھر گھر نہیں لگتا۔" وہ فوراً
بولی۔
"ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے بیٹا۔" بانو بیگم بولیں۔
اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے ناشتہ کیا
کمرے میں گیا اور پھر اپنی بائیک کی چابیاں اٹھا کر باہر
آ گیا۔
"میں آفس جا رہا ہوں امی اللہ حافظ۔" وہ باہر ہی
سے بولا اور چلا گیا۔
ارفع کو اس کا یہ انداز کچھ اچھا نہ لگا تھا گھر سے نکلتے
وقت اسے ماں کے آگے سر جھکا کر ان کی دعائیں لے
کر جانا چاہیے تھا۔
"کوئی بات نہیں ابھی [illegible]
ٹھیک ہو جائے گا [illegible] آپ بس آپ [illegible]
[illegible] ہو کر سے پہلے وہ ماہون کے
کمرے کی [illegible]
خلاف [illegible] آج اس کا کمرہ کھلا تھا۔
"شاید جلدی میں بند کرنا بھول گیا ہو۔" وہ اپنے
آپ سے کہتی اس کے کمرے میں داخل ہو گئی۔
یوں لگ رہا تھا جیسے کسی کباڑ خانے میں داخل
ہو گئی ہو۔

اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ اس کے بے ترتیب
کمرے کو سنوارنے کے لیے کہاں سے کام شروع
کرے۔ بہرحال اس نے ہمت سے کام شروع
کیا اور میلے کپڑے اٹھا کر باہر گئی۔ آنگن کی
پچھلی طرف گلی میں لمبی لمبی رسیاں بندھی تھیں۔
دھوپ بھی خوب آ رہی تھی۔ اس نے میلے کپڑے
سوکھنے کے لیے رسی پر ڈال دیے۔
پھر کمرے میں آ کر کمرے کی بے ترتیب چیزیں
سمیٹنی شروع کیں۔
الماری کے کپڑے بے ترتیب ہونے کی وجہ سے
بکھر بکھر کر باہر آ رہے تھے۔ اس نے سارے کپڑے
سیٹ کر کے، موزے جرابیں سب کچھ گڈمڈ تھا
سب کو الگ الگ کر کے تہہ کر کے رکھا پھر الماری بند
کر دی۔
بیڈ کی چادر بھی میلی ہو رہی تھی۔
بانو بیگم سے پوچھ کر اس نے اسٹور میں رکھی پیٹی
میں سے صاف دھلی ہوئی چادر اور تکیے کے غلاف
نکال لیے۔
بیڈ پر صاف ستھری چادر سلیقے سے بچھ گئی۔ تکیے
کے غلاف بھی بدلے کمرے میں سے سارے
میلے کپڑے اٹھا کر دھو ڈالے گئی۔
کمرہ بہت اچھی طرح [illegible]
دیوار میں لگے آئینے کے نیچے چھوٹی سی دراز تھی اس
نے دراز کی اوپری سطح پر بکھری ہوئی چیزیں سمیٹیں۔
پرفیوم، باڈی اسپرے، آفٹر شیو اور لوشن وغیرہ کو ترتیب
سے رکھا۔ ہر ایک پر گرد جم رہی تھی اس نے سب
کچھ صاف کر کے رکھا۔ اس کے کمرے کی حالت
سدھارنے میں اسے ایک گھنٹے سے زیادہ لگ گیا۔ "پتا
نہیں [illegible] اور بے ترتیب ماحول میں اسے نیند
کیسے آ جاتی ہے۔" ارفع نے سوچا۔
کمرے کی صفائی سے پوری طرح مطمئن ہونے کے
بعد وہ واش روم کی طرف چلی گئی۔ واش روم بھی اس
کی توجہ کا طالب تھا۔
یہاں بھی اسے کافی وقت لگا اس کی محنت کے بعد

واش روم چمک گیا۔
"روزانہ اتنی محنت نہیں کرنی پڑے گی۔" اس نے
سوچا۔
اس کے کمرے کو اس نے تنقیدی نگاہ سے دیکھا اور
باہر آ گئی۔
آج اس نے پورے گھر کی صفائی کا ارادہ کیا تھا۔
بانو بیگم اور ابا جی کے کمرے کی چادریں بدلیں،
اچھی طرح صفائی کی۔
پھر لاؤنج اور ڈرائنگ روم صاف کیے۔
پورا گھر توجہ کا طالب تھا۔
وہ سارا دن اس کام گھر کی صفائی میں لگی رہی۔
جب وہ فارغ ہوئی تو تھک چکی تھی لیکن گھر صاف
ہو گیا تھا اس لیے اپنا آپ اسے ہلکا ہلکا اور نکھرا نکھرا
لگ رہا تھا۔
پھر جلدی جلدی اس نے کھانا بھی تیار کر لیا۔
"شاباش آتے ہی میرا پورا گھر سنبھال لیا میرے
[illegible] فوراً آ ماری۔" بانو بیگم نے اس کو سراہا۔
"بیٹیاں اور کس لیے ہوتی ہیں خالہ امی۔" وہ پیار
سے بولی۔
"اب تم بھی نہا دھو کر آرام کرو۔" وہ اس کے سر
پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔
شام کو نہا دھو کر کپڑے تبدیل کر کے وہ بھی فریش ہو گئی۔
وہ لوگ ابھی چائے پی رہے تھے کہ ماہون آفس
سے آ گیا۔
اسے سر شام ہی گھر دیکھ کر بانو بیگم اور ابا جی حیران رہ
گئے۔
"آج خیر تو ہے بیٹا۔" ابا جی بولے۔
"ہاں خیر ہی ہے۔ بس ذرا طبیعت ٹھیک نہیں
تھی۔ دراصل آج ناشتہ بھاری کیا تھا نا اسی لیے
طبیعت بوجھل ہے۔ میں آرام کروں گا کچھ دیر۔" وہ
کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔
"روزانہ تو افراتفری میں چائے کا کپ اور سلائس
لے کر ہی آفس چلا جاتا ہے آج سکون سے اچھا ناشتہ

کیا تو ہضم نہیں ہوا، ابھی عادت نہیں ہے نا۔" بانو بیگم
نے کہا۔
"ہو جائے گی عادت۔" ابا جی بولے۔
"میں ماہون بھائی کو چائے دے آؤں اور اگر کسی
دوا کی ضرورت ہو تو وہ پوچھ لوں۔" ارفع نے کہا۔
"ہاں بیٹی اسے چائے دے آؤ تھکا ہوا ہو گا۔" بانو
بیگم کے لہجے میں مامتا بول پڑی۔ اس نے جلدی سے
چائے گرم کی اور اس کے کمرے کی طرف آ گئی۔
ماہون جب کمرے میں داخل ہوا تھا تو کمرے کی
حالت دیکھ کر حیران رہ گیا تھا اسے یقین ہی نہ آ رہا تھا
کہ یہ اس کا کمرہ ہے۔
دل ہی دل میں ارفع کے سلیقے کی تعریف کی تھی۔
کمرے کو صاف اور ترتیب میں دیکھ کر اسے بہت
سکون ملا تھا پھر بیڈ پر بچھی صاف ستھری چادر سے
خود بخود نیند آنے لگی۔
ارفع دروازے پر دستک دے رہی تھی۔
"آ جاؤ۔" وہ بولا۔
وہ چائے لے کر اندر آ گئی۔
"اگر طبیعت زیادہ خراب ہے تو کوئی ٹیبلٹ لے
آؤں۔" وہ پوچھنے لگی۔
"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ گرم چائے ہی
کافی ہے سر درد کے لیے۔" اس نے اٹھ کر اس کے
ہاتھ سے چائے کا کپ لے لیا۔
ماہون نے پہلی بار اسے غور سے دیکھا ہلکے آسمانی
رنگ کے لباس میں وہ انتہائی پرکشش لگ رہی تھی۔
ماہون کے ذہن میں اس کا جو تصور تھا وہ اس سے
قدرے مختلف تھی۔
ارفع نے جلدی سے نگاہیں جھکا لیں۔
"آپ کو بھاری ناشتے کی عادت نہیں ہے، لگتا ہے
طبیعت اسی لیے خراب ہوئی ہے۔ میں کوشش کروں
گی کہ آپ کی مرضی کے مطابق کام کر سکوں۔"
"نہیں خیر اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ بتاؤ
کمرے کی صفائی تم نے کی ہے؟"
"جی کوئی چیز ادھر ادھر ہو گئی کیا؟" اس نے

HarfeDua @ OneUrdu.com
UrduPhoto.com

پوچھا۔
"نہیں، سب کچھ اچھا لگ رہا ہے۔ صاف ستھرا، ہر چیز ٹھکانے پر۔" وہ بولا۔
"شکر ہے، آپ ناراض نہیں ہوئے ورنہ میں تو ڈر رہی تھی کہ آپ مجھے ڈانٹ نہ دیں۔"
"نہیں، اگر میری کوئی شے ادھر ادھر ہو جاتی تو ضرور ناراض ہوتا۔ بہرحال تم میری عادتیں بدلنے کی کوشش نہ کرو، میں جو ہوں جیسا ہوں ویسا ہی رہنے دو۔" وہ بولا۔
"جی اچھا۔" وہ جانے کا خیال کر کے چلی گئی۔
ماموں نے کچھ دیر کمرے میں آرام کیا، پھر کسی کام کے بہانے باہر نکل گیا۔ اس رات کو ارفی نے اس کا انتظار نہیں کیا اور سو گئی۔ وہ جانے کب واپس آیا اور اس نے کھانا کھایا نہیں، اسے علم ہی نہ ہو سکا۔

☼ ☼ ☼

صبح اس نے اس سے پوچھ کر ناشتہ بنایا۔
وہ خاموش سا تھا مگر اس نے وجہ نہیں پوچھی۔ وہ جان بوجھ کر اس کے معاملے میں مداخلت کرنا نہیں چاہتی تھی۔
اس کے جانے کے بعد اس نے پھر اس کے کمرے کی صفائی کی۔ آج اسے زیادہ دیر نہ لگی۔ آج اس کا اور کپڑے دھونے کا تھا۔
اس نے کھانا تیار کرنے کے ساتھ ساتھ واشنگ مشین بھی لگا لی تھی۔ کپڑے بہت زیادہ تھے اس لیے اسے شام ہو گئی فارغ ہوتے ہوتے۔
وہ اسی طرح خود کو اپنے آپ کو مصروف رکھ کر اپنی سوچوں سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی۔
ایک [illegible] اس گھر کو [illegible] اور سلیقہ [illegible] گھر سنور گیا۔
ابی اور بیگم بہت خوش تھے اور وہ اس کے بارے میں بہت کچھ سوچتے [illegible] ماموں میں بھی تبدیلی محسوس کی تھی انہوں نے۔

وہ رات کو جلدی گھر آنے لگا تھا۔ صبح باقاعدہ ناشتہ کر کے جاتا۔ شام کو آفس سے واپسی پر گھر آ کر کچھ دیر آرام کرتا، پھر کسی کام سے نکلتا تو کھانا گھر آ کر ہی سب کے ساتھ کھاتا تھا۔
بانو بیگم اور ابا جی ارفی کے مشکور تھے کہ اس کی وجہ سے ان کے گھر کا ماحول اور فضا خوشگوار ہو گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

اس رات کو ماموں کا ایک دوست اور کولیگ ناصر اس کے ساتھ کسی کام سے آیا تھا۔ کھانے کا وقت ہو رہا تھا، اس لیے اس نے ناصر کو روک لیا۔
ناصر اس کے کمرے کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔
"تمہارا کمرہ پہلے تو ایسا نہیں ہوتا تھا، اب کیا جادو ہو گیا ہے؟" ناصر نے چاروں طرف نگاہ ڈالی۔
"میں نے تمہیں بتایا تو تھا اپنی کزن کے بارے میں۔" ماموں نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"تو یہ سب اس کے جادوئی ہاتھوں کا کمال ہے۔ ہر شے صاف ستھری ٹھکانے پر ورنہ تم تو سدا کے بے ترتیب انسان تھے۔"
"ہاں یار، اس کے آنے سے یہ فائدہ تو ہوا ہے کہ ہر شے صاف ستھری اور اپنے ٹھکانے پر ملتی ہے۔ میں آتا ہوں تو کمرہ صاف لگتا ہے۔ الماری میں کپڑے استری کر کے لٹکے ہوتے ہیں۔ میری ضرورت کی ہر شے موجود ہوتی ہے، واش روم چمکتا ہوا ہوتا ہے۔ ساری تھکن دور ہو جاتی ہے۔"
"واہ، کیا مزے ہیں۔ کیوں اتنی خدمتیں کروا رہے ہو؟ اس سے کیا ارادہ ہے؟" ناصر نے معنی خیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔
"میرا تو کوئی ارادہ نہیں ہے ناصر، میرے بارے میں تم اچھی طرح باخبر ہو، میں شائنہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"
"اپنی کزن کی اتنی خدمت کے باوجود بھی۔"
"وہ میری کزن ہے، اس لیے وہ سب کچھ نہیں، اور یہ خدمت کیا ہوتی ہے، وہ تو معمول کے گھر کے کام کرتی ہے۔

خدمت اور محبت میں بہت فرق ہوتا ہے ناصر۔ محبت میرے دل میں شائنہ کی ہی ہے۔"
"چھوڑو یار شائنہ کو، اسے گھر گرہستی کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ میرا تو خیال ہے اپنی اسی کزن کے بارے میں سوچو جس نے تمہارے بے ترتیب کمرے کو اتنی خوبصورتی سے ترتیب دیا ہے، وہ ایک دن تمہاری زندگی کو بھی اسی ترتیب میں لا سکتی ہے۔"
"نہیں، میں اس کے بارے میں ایسا نہیں سوچ سکتا۔"
"سوچ نہیں سکتے ہو، عمل تو کر سکتے ہو۔" ناصر مسکرایا۔
"ناصر!" ماموں نے اسے گھورا۔
"تمہاری یہ کزن اپنے سلیقے اور خلوص سے تمہاری محبت جیت لے گی۔ شائنہ کا خیال دل سے نکال دو۔"
"تم سے کس نے مشورہ مانگا ہے۔"
"تمہارے گھر کا پرسکون ماحول دیکھ کر شائنہ اس گھر میں کبھی ایڈجسٹ نہ کر سکے گی۔ وہ بہت مختلف مزاج کی ہے۔ خود غرض قسم کی لڑکی ہے۔ خدمت کرنے کا جذبہ تو اس میں دور دور تک نہیں ہے۔"
"میں اسے خدمت کروانے کے لیے نہیں لا رہا۔"
"میری بات پر غور کرنا دوست! خدمت سے محبت جیتی جا سکتی ہے۔"
"پتا نہیں، تم کس فلسفے میں مجھے الجھانا چاہتے ہو۔"
"زندگی کے فلسفے میں۔" ناصر اپنی بات پر اڑا ہوا تھا جبکہ ماموں نے اس کی بات مذاق میں اڑا دی۔ ابا جی کھانا ان کے کمرے میں ہی لے آئے۔
"ابا جی! آپ نے کیوں تکلیف کی؟ مجھے کہہ دیا ہوتا۔" ماموں نے ان کے ہاتھ سے ٹرے لے لی۔
"آپ بھی آئیں نا انکل!" ناصر بولا۔
"نہیں، تم لوگ اطمینان سے کھاؤ، میں تو اپنی بچی کے ساتھ کھاؤں گا۔" وہ مسکرا کر کہتے ہوئے چلے گئے۔
"تمہاری کزن نے تو تمہارے سارے گھر پر جادو کر دیا ہے۔ تمہارے ابا جی بھی اسی کے ہو گئے۔" ناصر بولے بنا نہ رہ سکا۔
"چپ کر کے کھانا کھاؤ، مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔" ماموں بولا۔
"جب روز اتنا اچھا کھانا ملے گا تو بھوک کیوں نہ لگے گی۔ کھانے کی خوشبو بتا رہی ہے کہ یہ تمہاری کزن نے ہی بنایا ہو گا۔" ناصر نے پھر اس کی غائبانہ تعریف کی اور جب کھانا کھایا تو بے اختیار تعریفی کلمات اس کے منہ سے نکل گئے۔
"ابا جی کو ارفی کی شادی جلد از جلد کرنی ہے اور اس کے لیے کسی لڑکے کی تلاش ہے۔ تمہارے ابا جی سے بات کروں۔"
"اگر میری منگنی نہ ہوئی ہوتی تو میں یہ موقع بھی ضائع نہ کرتا۔ تم تو بے وقوف ہو۔ گھر میں ہیرا پڑا ہے اور پتھر کے پیچھے بھاگ رہے ہو۔"
"یہ ہیرا اور پتھر میرے دل کا معاملہ ہے اور اب کچھ نہ کہنا۔" ماموں چڑ کر بولا۔
ناصر خاموش ہو گیا۔
مگر جاتے جاتے ایک بار پھر کہہ گیا۔
"میرے مشورے پر سنجیدگی سے غور کرنا، شائنہ اور اپنی کزن کا مقابلہ کر کے دیکھ لینا۔"
ماموں بھی اس کے ساتھ ہی باہر نکل گیا۔
ارفی کاموں سے فارغ ہونے کے بعد عشاء کی نماز پڑھنے چلی گئی۔
گھر میں ایک دم خاموشی ہو گئی تھی۔
ابا جی بانو بیگم کے پاس بیٹھے۔
"میں نے بہت سوچ سمجھ کر ارفی کے بارے میں ایک فیصلہ کیا ہے۔"
"میں بھی کئی دنوں سے یہی سوچ رہی ہوں کہ اب ارفی کی شادی ہو جانی چاہیے۔" وہ بولیں۔
"ہمارے گھر میں جوان بچہ ہے تو لوگ باتیں بنا سکتے ہیں کہ ہم نے اپنی جوان بھتیجی کو پال رکھا ہوا ہے۔"
"ہاں لوگوں کا کیا ہے۔ ارفی اتنی اچھی اور سلیقہ

HarfeDua @ OneUrdu.com
UrduPhoto.com

منع ہے کہ میرا دل نہیں چاہتا اسے اپنے آپ سے جدا کروں۔"

"تو پھر اس کا ایک ہی حل ہے۔ ماہون سے اس کی شادی۔" ابا جی بولے۔

"آپ نے تو میرے دل کی بات چھین لی۔ میں نے تو اسے بچپن سے ہی دیکھ کر سوچا تھا کہ یہی میری لاڈلی بہو بننے کے قابل ہے۔ مگر کیا ماہون راضی ہو جائے گا؟"

"ارے کیوں نہیں راضی ہو گا۔ تم نے دیکھا نہیں اس میں کتنی تبدیلی آگئی ہے۔"

"ہاں یہ تو ہے۔"

"میں آج بلکہ ابھی اس سے بات کروں گا۔ بات کیا کروں گا بس فیصلہ ہو چکا۔ اگلے جمعہ کو نکاح پڑھا دیا جائے گا۔ اپنے قریبی دوستوں کو مدعو کریں گے۔" ابا جی نے فیصلہ کر لیا تھا۔

بانو بیگم پوری طرح متفق تھیں بلکہ بہت خوش تھیں۔

ارفع نماز پڑھ کر واپس آئی تو اس کی تقدیر کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ ابا جی آج ماہون کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ اتنا بڑا فیصلہ ان سے سنبھالا نہیں جا رہا تھا۔

ارفع کمرے میں جا کر لیٹ گئی تھی۔

لاؤنج میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھتے ہوئے وہ بظاہر اس میں گم تھے مگر دل بہت بے چینی سے ماہون کا انتظار کر رہا تھا۔

ماہون آیا تو انہیں جاگتا دیکھ کر حیران ہوا۔

"آپ ابھی سوئے نہیں ابا جی؟"

"مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ تمہارے کمرے میں چل کر کروں گا۔" وہ بولے۔

"ایسی کیا بات [illegible]"

انداز

"خاص لوگوں کی بات خاص ہوا کرتی ہے۔" وہ مسکرائے۔

"آپ بتائیں تو سہی۔"

"ارفع ایک بے سہارا یتیم بچی ہے۔ اس کا میرے سوا کوئی نہیں۔ اس کی شادی کی ذمہ داری بھی مجھ پر ہے۔ کوئی باہر کا لڑکا جانے کیسا ہو۔ ہم اسے باہر بیاہ کر اس کی زندگی کے لیے رسک نہیں لے سکتے۔ اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کی شادی تمہارے ساتھ کر دی جائے۔"

"میرے ساتھ۔" وہ چونک گیا۔

"یہ میرا فیصلہ ہی نہیں حکم ہے ماہون! آج تک تم ہماری ہر بات مانتے آئے ہو۔ اب یہ بات تم کو مانو گے۔"

"یہ میری زندگی کا سوال ہے۔ میں بغیر سوچے سمجھے کس طرح اس پر عمل کر سکتا ہوں۔" وہ چیخ کر بولا۔ ایک ہی لمحے میں اس کے دل پر قیامت گزر گئی تھی۔

"ارفع سے شادی کے لیے کیا سوچنا۔ اس جیسی پیاری لڑکی تو ڈھونڈے سے نہ ملے گی۔ شکر کرو کہ تمہیں گھر میں ہی مل گئی۔ وہ تمہاری زندگی اور دنیا کو بدل کر رکھ دے گی۔ تمہاری ماں کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ تمہارے انکار کی گنجائش اس لیے نہیں کہ ہم نے زندگی میں تم سے کچھ طلب نہیں کیا۔ تم سے وابستہ یہ ہماری سب سے بڑی خوشی ہے۔ تمہاری ماں کو تم پر بہت مان ہے۔ اسی کا مان رکھ لینا۔ اگلے جمعہ کو نکاح کی تقریب ہو گی۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں بیٹا۔"

"آپ نے تو فیصلہ [illegible] ہے پھر میری مرضی کیسی۔"

"تم خوش رہو گے ماہون! ہمارا فیصلہ غلط نہیں ہو گا۔"

"میں نے ایسا نہیں سوچا تھا ابا جی!"

"تو اب سوچ لو۔ ارفع سے بہتر زندگی کا ساتھی تمہیں نہیں ملے گا۔ اب تمہیں صرف اور صرف یہی سوچنا ہے۔" ابا جی کے لہجے میں حکم تھا۔

ان کے حکم کے سامنے اس کی انکار کی جرات نہ ہو سکی۔

وہ انہیں آج اپنے فیصلے سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔

انہیں شانزہ کے بارے میں بتانا چاہتا تھا۔

مگر پہل انہوں نے کر دی۔

ارفع کے بارے میں اتنا اہم فیصلہ اور پھر ان کا حکم۔

وہ تمام رات سو نہ سکا۔

اس کی رگوں میں سے جیسے زندگی کشید ہونے لگی۔ اس کی آنکھوں میں شانزہ کے خواب تھے وہ ان میں ارفع کی تصویر کس طرح دیکھ سکتا تھا۔

ماں باپ کے حکم اور اپنی محبت کی جنگ میں وہ بچی کچھی توانائیوں میں بس کر رہ گیا تھا۔

رات کی بے خوابی اور دل پر قیامت گزر جانے کا احساس صبح اس کی سرخ و مضطرب آنکھوں سے واضح ہو رہا تھا۔

اس نے ڈھنگ سے ناشتہ بھی نہ کیا اور آفس چلا گیا۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہ تھی۔ کوئی کام بھی ڈھنگ سے نہ ہو رہا تھا۔

اسے اداس اور پریشان دیکھ کر ناصر شام میں اس کے پاس آ گیا۔

"لگتا ہے کچھ پریشان ہو۔" ناصر نے پوچھا۔

"ہاں۔" اس نے ایک گہری سانس لی۔ "میں رات بھر سو نہیں سکا ہوں۔"

"میرے مشورے کے بارے میں سوچتے رہے [illegible]"

"تم نے تو صرف مشورہ دیا تھا۔"

"اور تمہارے دل نے اس پر عمل کر ڈالا۔" ناصر بات کاٹ کر بول پڑا۔

"مجھے کیا عمل کرنا ہے۔ ابا جی نے اپنا فیصلہ اور حکم مجھ پر صادر کر دیا ہے۔ وہ ہر صورت میں میری شادی ارفع سے کرنا چاہتے ہیں تو میں بھی اسی میں خوش ہوں۔"

"اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کیا بات ہو گی۔ بہت خوش نصیب ہو تم۔ لگتا ہے اللہ نے میری دعا سن لی۔ صدق دل سے مانگی تھی نا۔"

"کاش تم نے میرے لیے شانزہ کو مانگا ہوتا ناصر!" اس کے لہجے میں دکھی دل کی آہیں تھیں۔

"شانزہ کی دعا میں آتی آہیں نہ بھولو اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ تمہارے ماں باپ نے تمہارے لیے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔"

"اگر کوئی تم سے کہے کہ تم شانزہ کو چھوڑ دو تو کیا تمہارا دل راضی ہو جائے گا؟"

"شانزہ میری منگیتر ہے۔ محبوبہ نہیں اور محبت وہی پائیدار ہوتی ہے جو شادی کے بعد اپنی بیوی سے ہو۔"

"وہ بیوی شانزہ بھی تو ہو سکتی ہے۔"

"اچھا ایسا کرو ابھی تو اپنے ماں باپ کی پسند سے شادی کر لو بعد میں اپنی مرضی سے کر لینا۔" ناصر نے تنگ آکر مشورہ دیا۔

"میری جان پر بنی ہے اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔ تم ہی میرے ابا جی کو سمجھاؤ۔"

"میں بھی اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تمہارے جیسے پیارے دوست کے متعلق کو شانزہ جیسی لڑکی کے پیچھے برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ شانزہ کے ناز نخرے تم برداشت کر سکو گے؟"

"معاملہ دل کا معاملہ ہے۔"

شانزہ سامنے کمرے سے نکل رہی تھی وہ سوچ کے لیے اپنی ساتھی کو لے کے کمرے میں گئی تھی۔ ناصر کو ماہون کے پاس بیٹھا دیکھا تو وہیں آ گئی۔

"تم نے ماہون کی طبیعت بھی دریافت نہیں کی۔" ناصر نے شکوہ کیا۔

"کیوں کیا ہوا؟" وہ قطعی انجان بن کر بولی۔ اس کے قریب آنے پر اس کے وجود اور ملبوس سے اٹھنے والی بھینی مہک ماہون کی سانسوں کو معطر کر گئی تھی۔ اس کے انجان بننے پر ناصر کو بہت غصہ آیا تھا۔

"ماہون کی طبیعت ٹھیک نہیں رات بھر سو نہیں سکا۔" ناصر نے بتایا۔

"خیریت تو ہے۔" وہ مسکرائی۔

ماہون بھی جواباً اداسی سے مسکرا دیا۔

"ڈاکٹر کے پاس گئے؟" وہ پوچھنے لگی۔

"شام کو جاؤں گا آفس سے۔"

"میں تمہیں لے چلوں گی شام کو میرے ساتھ ہی چلنا۔" وہ بولی۔

HarfeDuaa @ OnlUrdu.com
UrduPhoto.com

"تو' خوش ہو جاؤ اب۔ آ گئے تمہارے مسیحا۔" ناصر کہتا ہوا اپنی سیٹ پر چلا گیا۔ شائستہ کچھ دیر اس کے پاس بیٹھی رہی۔

دفتر کے دوسرے لوگ لنچ کے وقفے کے بعد آنا شروع ہو گئے تو شائستہ بھی اٹھ کر چلی گئی۔ شام کو آفس ٹائم ختم ہونے سے پہلے وہ اس کے پاس آ گئی۔

وہ ای میل کا جواب دے رہا تھا۔ کام ختم کر کے اس کی طرف پلٹا۔

"ڈاکٹر ہارون ہمارے فیملی فرینڈ ہیں۔ کلینک آ گئے ہوں گے۔ چلو چلتے ہیں۔" شائستہ بولی۔

"ایسی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے' گھر جا کر آرام کروں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔"

"تمہارے گھر پر تو کوئی تمہاری کیئر کرنے والا نہیں ہے' تمہاری امی بیمار رہتی ہیں۔" وہ بولی۔

"اللہ کے شکر سے اب بالکل ٹھیک ہیں۔ ان کے گھر میں ایک عدد کزن وارد ہو گئی ہیں۔" ناصر بھی وہاں آ گیا۔

"کیا ہو گئی ہیں؟" شائستہ کی سمجھ میں نہ آسکا۔

"ان کی ایک کزن آج کل ان کے گھر ٹھہری ہوئی ہیں۔ انہوں نے ان کی اور ان کے والدین کی خدمت کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔" ناصر نے کچھ طنزیہ انداز میں کہا۔

"خدمت کرنے کے لیے تو ملازم ہوتے ہیں۔ ذرا کزن سے بچ کر رہنا۔" شائستہ نے اسے گھورا۔

"وہ تو صرف خدمت کے لیے ہے' محبت کے لیے تو آپ ہیں۔" ناصر شرارت سے باز نہ آیا اور کہتا ہوا چلا گیا۔

"کیا تم اپنی کزن کی وجہ سے پریشان ہو۔" شائستہ نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

"نہیں۔۔۔ کس بات کی پریشانی' اس لیے تو آفس چلا آیا کہ تمہیں دیکھ لوں اور فریش ہو جاؤں۔" وہ مسکرایا۔

وہ ادا سے مسکرائی۔ وہ دونوں باہر آ گئے۔

"آج رابعہ کے گھر ڈنر ہے' آؤ گے وہاں۔" شائستہ اپنی گاڑی کا لاک کھولتے ہوئے بولی۔

"میرا موڈ نہیں ہو رہا۔" وہ بولا۔

"فریش ہو جاؤ گے' مجھے تم آج خاصے تھکے تھکے لگ رہے ہو۔ زندگی کو انجوائے کرو ماحون!" وہ بولی۔

"اچھا' آ جاؤں گا۔ تم وہاں پہنچ کر مجھے موبائل پر رنگ کر دینا' میں آ جاؤں گا۔" اسے خدا حافظ کہہ کر وہ اپنی بائیک کی طرف آ گیا۔

وہ گھر آیا تو اب طبیعت کچھ بہتر لگ رہی تھی۔ شائستہ سے ملنے کے بعد وہ فریش ہو گیا تھا اور ابھی رات میں پھر اس سے ملاقات متوقع تھی۔

وہ ابا جی اور امی کے پاس کچھ دیر بیٹھ کر پھر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

رات کے ڈنر کے لیے وہ اچھا سا لباس نکالنا چاہتا تھا' اس نے وارڈ روب کھولی تو ایک بار پھر ارفیہ کے سلیقے کا معترف ہونا پڑا۔

اس کے تمام لباس استری کر کے ہینگر میں لٹکے ہوئے تھے۔ کاٹن کی شلوار قمیص کلف لگا کر استری کر کے کل ہی ارفیہ نے رکھا تھا۔ اس کے ساتھ اس نے سیاہ جیکٹ نکال لی۔

وہ تیار ہو کر کمرے سے باہر نکلا تو لاؤنج میں ارفیہ مل گئی۔

اس کی تیاری اور اس کے وجود سے اٹھتی خوشبو نے اسے احساس دلایا کہ آج کوئی اہم بات ہے۔

"میں ایک دوست کے گھر کھانے پر مدعو ہوں' ابا جی اور امی کو بتا دینا۔" اس نے کہا اور باہر نکل گیا۔

ارفیہ اسے دیکھتی رہ گئی۔

ماحون وہاں پہنچا تو شائستہ آ چکی تھی۔ آج وہ اس شائستہ سے قطعی مختلف تھی جو اسے آفس میں ملا کرتی تھی۔

شائستہ کے رنگے ہوئے بال اس کے شانوں پر لہرا رہے تھے۔ بغیر آستینوں کے اونچے بلاؤز میں ڈارک میرون ساڑھی۔ وہ اچھی تو بہت لگ رہی تھی مگر اسے شائستہ کا یہ انداز بالکل نہ بھایا۔

اسے دیکھ کر وہ اس کے قریب آ گئی۔

"ہیلو ماحون! شکر ہے تم آ گئے' میں تو سوچ رہی تھی کہ شاید تم نہ آؤ۔" وہ ادا سے مسکرائی۔

"آؤ میں تمہیں اور لوگوں سے ملاتی ہوں۔" وہ بے تکلفی سے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنی بہن کے گھر ڈنر پہ مدعو مہمانوں کے درمیان لے گئی۔

اس کے کزنز اور فرینڈز اس سے خاصے بے تکلف تھے اور ماحون کو ان کی بے باکی کے انداز کچھ پسند نہیں آ رہے تھے۔

وہ جس شوق سے گیا تھا' اب واپسی پر اسی قدر بجھ گیا تھا۔

اس نے محفل کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر واپسی کا جلدی ارادہ کر لیا تو شائستہ حیران رہ گئی۔

"ارے ابھی تو محفل اپنے عروج پر آئے گی اور تم جانے کا کہہ کر بور کرنے لگے۔"

"شائستہ! مجھے یہ سب کچھ اچھا نہیں لگ رہا اور آج تم جس انداز میں ہو۔۔۔" آخر کار ماحون نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر ہی دیا۔

"کس انداز میں ہوں میں' کیا کہنا چاہتے ہو تم۔"

"مجھے اتنی آزادی اور آزادانہ میل جول پسند نہیں ہے شائستہ!"

"اٹس اے پارٹ آف لائف۔ زندگی کو انجوائے کرنا سیکھو ماحون!"

"زندگی کو انجوائے کرنے کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں' ضروری نہیں کہ۔۔۔"

"تم اپنے گھر کے دقیانوسی ماحول سے کبھی نہیں نکل سکو گے۔ دنیا کہاں جا رہی ہے' زندگی کتنی مختلف ہو گئی ہے اور تم ابھی تک اپنی سوچوں کے دائرے کو محدود رکھے ہوئے ہو۔ اگر تم میرے بارے میں اس طرح سوچو گے تو گزارہ نہیں ہو گا۔ مجھ میں انٹرسٹ لینے کا مطلب ہے' میری ہر پسند ناپسند کا خیال بھی رکھنا۔" جانے آج وہ کس موڈ میں تھی۔

اس کا ہر انداز بدلا ہوا تھا یا ماحون کو بدلا ہوا محسوس ہو رہا تھا اسے سخت دھچکا سا لگا۔

"کل تم سے بات کروں گا' فی الحال تمہاری انجوائے

HurfeDua @ OneUrdu.com
UrduPhoto.com

کرے۔" ماحون کمرے کی طرف واپس آ گیا۔
راستے بھر وہ سکون سے موٹر بائیک نہ چلا سکا۔
اس کے کانوں میں الفاظ گونج رہے تھے۔
وہ جیسے ہی اندر آیا ارفہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ وہ ابھی عشاء کی نماز پڑھ کر آ رہی تھی۔
سفید دوپٹے کے ہالے میں لپٹا ہوا اس کا چہرہ کس قدر پاکیزہ اور مقدس لگ رہا تھا۔ ایک نور سا تھا اس کے خدوخال میں۔ اس کی گہری گہری آنکھوں میں حیا کے ساتھ حیرانی بھی اتر آئی۔
دونوں نے ایک دوسرے کو ایک نظر دیکھا اور پھر نگاہیں جھکا لیں۔ وہ جلدی سے بانو بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
اور ماحون اپنے کمرے میں چلا گیا۔
وہ سخت پریشان تھا اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ شائنہ کا انداز اس کو آج اسے بالکل اچھا نہ لگا تھا اور اس کے مقابلے میں ارفہ۔
مشرقی رسم و رواج میں پلی ہوئی شرم و حیا میں ڈھلی ہوئی پاکیزہ اور مقدس سی جس کی آنکھوں میں آج پہلی بار اس نے گہرائی سے جھانکا تو ان آنکھوں کی حیا برداشت نہ کر سکا۔
وہ یونہی لباس تبدیل کیے بغیر بستر پر لیٹ گیا۔ ذہنی کشمکش جاری تھی۔ وہ سخت الجھ رہا تھا۔ لباس تبدیل کر کے سکون سے سونا چاہتا تھا۔
الماری وارڈروب کے قریب آیا اور دراز کھول کر نائٹ سوٹ ڈھونڈنے لگا۔ اسے نائٹ سوٹ نہیں مل رہا تھا۔ اس نے دراز الٹ پلٹ کرتے ہوئے بے اختیار ارفہ کو آواز دے ڈالی۔
ارفہ سوئی کب تھی۔ فوراً اس کی آواز پر لپک کر آئی۔
"جی۔" وہ دروازے کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔
"یہاں کو نکالی میں نے اپنی چیزیں رکھی تھیں وہ نہیں مل رہیں۔"
"میں نے تو اس دراز کو بھی چھیڑا تک نہیں۔" وہ گھبرا کر بولی اور قریب آ کر اس کے ساتھ دراز دیکھنے لگی۔
کچھ کاغذات بھی تھے جنہیں اس نے الٹ پلٹ کیا تو اس میں سے کچھ کاغذات اور تصویریں نیچے گر پڑیں۔
دونوں بے اختیار جھک گئے۔
تصویریں شائنہ کی تھیں، ارفہ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکیں۔
"یہ۔" ارفہ نے تصویریں اسے واپس کیں۔ دل کو ایک دھچکا سا لگا تھا۔
ماحون نے اس کی آنکھوں میں دیکھا، خوابوں کی ایک برف سی جمی ہوئی تھی وہاں۔
"یہ شائنہ ہے میری کولیگ۔" ماحون نے پریشان ہو کر اس کی طرف دیکھا۔
"اور کچھ تو نہیں ڈھونڈ رہے تھے آپ؟" وہ نگاہیں جھکا کر بولی۔
"میں نے یہاں دوائیاں رکھی تھیں وہ نہیں مل رہیں۔ میرے سر میں انتہائی شدید درد ہو رہا ہے۔" وہ بولا۔
"میں آپ کو دوسری دوا لا دیتی ہوں اس سے بھی آرام آ جائے گا۔ گرم دودھ کے ساتھ لے لیں۔" وہ کہتی ہوئی باہر نکل گئی۔
وہ وارڈروب بند کر کے بیڈ پر آ کر لیٹ گیا تھا۔
کچھ ہی دیر میں ارفہ پھر اندر آ گئی اس کے ہاتھ میں چھوٹی ٹرے تھی جس میں ایک گلاس میں پانی اور دوسرے میں گرم دودھ تھا۔
"یہ لیجیے۔" ارفہ نے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر ٹرے رکھ کر اسے پکارا۔ ماحون نے سرخ آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا، وہ دوسرے ہی لمحے پیچھے ہٹ گئی۔
وہ دوا لے کر لیٹ گیا۔
مگر اس کے ذہنی خلفشار نے اسے بے چین کر دیا۔ طبیعت تو اس کی پہلے ہی خراب تھی، شدید ذہنی اور دلی دھچکے نے اسے رات بھر سونے نہ دیا۔ صبح اس

سے آفس کے لیے اٹھا نہ گیا بخار بہت تیز تھا۔
ارفہ نے اس کے کمرے کے دروازے پر دستک دی تو چونک گئی اس کے کمرے کا دروازہ رات بھر کھلا ہی رہا تھا۔ اب بھی درد سے کراہنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔
وہ قریب آ گئی۔
وہ بے سدھ سا لیٹا تھا اس نے جھجکتے ہوئے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تو لمحے بھر میں ہی اس نے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ اس کی پیشانی جل رہی تھی، پورا وجود تیز بخار میں پھنک رہا تھا۔
ماحون نے بخار سے جلتی آنکھیں بمشکل کھول کر اس کی طرف دیکھا اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ارفہ تیزی سے ہاتھ چھڑا کر بھاگی۔
اس نے جا کر اماں کو جگایا۔ اماں جائے نماز چھوڑ کر اس کی طرف بھاگیں۔ اسے چھو کر دیکھا تو ارفہ کی گھبراہٹ اور پریشانی کی تصدیق ہو گئی۔
"ابھی تو کوئی ڈاکٹر بھی نہیں ملے گا۔" وہ پریشان ہو کر بولیں۔
"آپ گھبرائیں نہیں تائی امی، ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھتی ہوں۔ کچھ ہی دیر میں بخار ہلکا ہو جائے گا۔" ارفہ نے کہا۔
"ماحون کی ماں کو نہ بتانا، وہ تو ذرا سی بات پر پریشان ہو جاتی ہیں۔" "کیا کہوں اسے" تنبیہ کی۔
وہ جلدی سے پانی اور کپڑا لے کر آ گئی۔
ماحون کے قریب بیٹھی تو بخار کی تپش اسے اپنے وجود میں بھی محسوس ہونے لگی۔ اس نے اس کے ماتھے پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھیں۔
ماحون بار بار چونک کر اس کی طرف دیکھتا تھا اور آنکھیں بند کر لیتا تھا۔ وہ اس کے بہت قریب تھی اس کے وجود سے بڑی عجیب مہک اٹھ رہی تھی، حالانکہ اس نے کوئی پرفیوم نہ لگایا تھا۔ اس کے مسیحا ہاتھوں کی تاثیر اس کی روح تک میں اتر رہی تھی۔
وہ بار بار اس کی پیشانی چھو کر دیکھ رہی تھی اور ماحون اپنی رگوں میں زندگی دوڑتا محسوس کر رہا تھا۔
بخار کی شدت کم ہوئی تھی۔
"آپ بخار کم کرنے کی یہ گولی کھا لیں میں ناشتہ لا دیتی ہوں۔" وہ اٹھ کر چلی گئی اور ماحون اس کی مہک کو محسوس کرتا رہا۔
کچھ ہی دیر میں وہ ناشتے کی ٹرے لیے واپس آ گئی۔ آج ناشتہ بہت ہلکا پھلکا تھا۔ ڈبل روٹی کے سلائس اور گرم گرم چائے۔
"آپ تھوڑا سا اٹھ کر بیٹھ جائیں۔" وہ بولی۔
ماحون اٹھ کر بیٹھ گیا اور چائے میں ڈبل روٹی بھگو کر آہستہ آہستہ کھانے لگا۔
"فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔" اس نے تسلی دی اور ٹرے لے کر باہر چلی گئی۔
ماحون نے آنکھیں موند لیں۔ اب آنکھوں کی جلن قدرے کم تھی۔
"تب تمہارا دل ایسا ہو تو پھر کس کا دل چاہتا ہے بستر چھوڑنے کو۔" اس نے دل میں سوچا اور
ارفہ دروازے سے آ کر دیکھتی رہی۔ بخار بھی ہلکا ہو جاتا تو ماحون کو اماں نے ڈاکٹر کو لا کر دکھایا۔ بانو بیگم پریشان ہو گئیں۔
"کیا ہوا ہے؟ ڈاکٹر کیوں آیا ہے؟"
"کچھ نہیں، ماحون کو بخار تھا اس لیے تیار ہو کر ڈاکٹر کو لے آئے ہیں۔"
"ماحون کو بخار ہے اسی لیے وہ آج ناشتے کی میز پر نہیں آیا۔ آفس نہیں گیا، تم نے مجھے اس کی طبیعت کی خرابی کے بارے میں نہیں بتایا۔"
"کوئی بھی ایسی گھبرانے اور فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اب ڈاکٹر دیکھنے کے لیے آیا ہے، دوائی دے گا، ماحون ٹھیک ہو جائیں گے۔" ارفہ نے سمجھایا۔
"مجھے اس کے پاس لے چلو۔" وہ بے چین ہو کر بولیں۔
ڈاکٹر کے جانے کے بعد ارفہ بانو بیگم کو ماحون کے پاس لے گئی۔

HarfeDua @ QuleUrdu.com
UrduPhoto.com

انہوں نے بے اختیار بیٹے کی بلائیں لے ڈالیں۔ اس کے ماتھے پر پیار کیا اور پھر اس کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔

"بیٹا! میں ماہون کی دوائیں اسٹور سے لے آؤں۔ ڈاکٹر نے ٹینشن سے بھی بچایا ہے۔ جانے کس بات کا ٹینشن ہے۔" "کیا؟" ابا بھی باہر آ گئے تھے۔

"ٹینشن۔" وہ آہستگی سے بولا۔

پھر اس کی آنکھوں میں شاہدہ کی تصویریں گھوم گئیں۔ وہ ساری بات سمجھ گئی۔ "کیا کی" دوائیں لینے چلے گئے۔

وہ دوائیں لا کر دوائی نسخے کے ساتھ انہوں نے ارفع کے حوالے کر دیں۔

"اب تم نے اس کا خیال رکھنا ہے بیٹی! یہ ساری دوائیں وقت پر دینا۔ وہ ٹھیک ہو جائے تو پوچھوں گا کہ کیا روگ لگا بیٹھا ہے۔" تایا جی سخت پریشان تھے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ شاید وہ ارفع سے شادی نہیں کرنا چاہتا اس لیے یہ دکھ اور روگ اس نے دل سے لگا لیا ہے۔

ارفع نے واقعی اس کا بہت خیال رکھا۔ وقت پر کھانا اور پابندی سے دوائیں دیں۔ تین دن میں وہ بالکل ٹھیک ہو گیا تھا مگر آفس نہ جا سکا تھا۔ اس نے ماہر کے ذریعے میڈیکل لیو بھجوا دی تھی۔ تین دن آفس نہ جانے پر آفس میں بھی اس کے نہ آنے سے کچھ پریشانی ہو گئی تھی۔ اس شام شاہدہ اپنے دوسرے کولیگ کے ساتھ اسے دیکھنے چلی آئی۔ اس کی آنکھوں میں خوبصورت دیئے تھے۔

وہ دروازے میں ہی ارفع سے ملاقات ہوئی اور شاہدہ نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔ اپنا تعارف کرایا۔

ارفع تو دیکھ کر چکرا گئی تھی مگر بولی کچھ نہیں۔

شاہدہ نے ماہون کے بارے میں پوچھا اور ارفع اسے ماہون کے کمرے میں لے آئی۔ ماہون اسے دیکھ کر اٹھ بیٹھا۔

وہ خاصا کمزور سا لگ رہا تھا۔ بڑھی ہوئی شیو، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے۔ شاہدہ نے بکے اس کے ہاتھوں میں تھمایا۔

"تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے۔" وہ بولی۔

"اب تو ٹھیک ہوں بالکل۔" وہ مسکرایا۔

"شیو بناؤ، بال سنوارو۔ تم نے تو ذرا سی بیماری میں حلیہ بگاڑ لیا۔" وہ بولی۔

"تمہیں کیا معلوم ان تین دنوں میں میں نے زندگی کو کس قدر قریب سے دیکھا ہے۔" وہ آہستگی سے بولا۔

"ہاں، تم نے خدمت جو خوب لی ہوگی۔" اس کی بات سن کر وہ بولی۔

"ہاں، وہ تو ہے۔"

ارفع اس کے لیے چائے لے کر آئی تو اس نے چائے پینے سے انکار کر دیا۔ ماہون بول اٹھا۔

"تم نہ پیو میں پی لیتا ہوں۔ کسی کے خلوص کو اس طرح نہیں ٹھکرایا کرتے۔" ماہون نے کپ اٹھا لیا۔

"لگتا ہے اس کا خلوص بہت راس آیا ہے تمہیں، ویسے تمہارے گھر کے لیے تو بہت اچھی لڑکی ہے۔" شاہدہ نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"اور تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"وہ تو میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ میں اسٹریٹ فارورڈ لڑکی ہوں۔ میں ناز اٹھانے کے لیے نہیں ناز اٹھوانے کے لیے ہوں۔ کام کرنے کے لیے میرے گھر میں ملازم موجود ہیں۔"

"تو پھر تم کیا کرو گی۔" وہ بولا۔

"وقت بھی گزارا جا سکتا ہے نہیں۔ گھر میں بور ہوتی ہوں۔ میں اپنی زندگی کو انجوائے کرنا چاہتی ہوں، اس کی تمام تر خوبصورتیوں کے ساتھ۔ زندگی میں پریشانیاں اور دکھ تو آتے ہی رہتے ہیں، انہیں اپنے اوپر طاری کیوں کریں، اس لیے میں انجوائے کرتی ہوں اور تم اسے اچھا نہیں سمجھتے۔"

"زندگی وہی کامیاب ہوتی ہے جس میں میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ انجوائے کریں، ایک دوسرے کا خیال رکھیں، کوئی تیسرا فریقین کے درمیان حائل نہ ہو۔"

"زندہ رہنے کے لیے سب سے ضروری کیا ہے ماہون؟ سب کی اپنی جگہ اہمیت ہے اور میں اپنی زندگی میں مگن ہوں اور زندگی کے انجوائے منٹ کو بہت اہمیت دیتی ہوں۔ اگر یہاں میری اور تمہاری انڈر اسٹینڈنگ نہیں ہو سکتی تو پھر ہم زندگی کے راستے پر ایک ساتھ چل بھی نہیں سکتے۔ اچھا ہوا ابھی ہم زیادہ دور نہیں گئے تھے۔ تمہیں خدمت کرنے والی میسر آ گئی ہے، تم اسی میں خوش رہو۔ میرے لیے محفلوں اور رشتوں کی کمی نہیں۔ او کے، بائے۔" اس نے اپنا بیگ اٹھایا اور باہر نکل گئی۔ اس کے جانے کے بعد ماہون نے ہلکی ہلکی سی سانس لی، اپنے بیٹھنے سے آزادی۔

رات کو ارفع اسے دوا دینے کمرے میں آئی تو دیکھا شاہدہ کے لائے ہوئے بکے کا ہر پھول بکھرا ہوا تھا۔

"یہ آپ نے کیا کیا؟" اس نے پھول سمیٹے۔ ماہون بھی پریشان لگ رہا تھا۔

"میں جانتی ہوں آپ کو کیا ٹینشن ہے۔ آپ کیوں پریشان ہیں۔ تایا جی نے تو ابھی میرے اور آپ کے رشتے کی بات کی ہے۔ آپ کو شاہدہ پسند ہے اور آپ اس سے شادی کرنا چاہتے ہیں، اس دکھ نے آپ کو ادھ موا کر دیا ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں کبھی بھی آپ کے راستے کی دیوار نہیں بنوں گی۔ میں خود تایا جی سے بات کر کے آپ کو آپ کی محبت دلاؤں گی۔ میں جانتی ہوں آپ کے دل میں میرے لیے کچھ نہیں۔ میں زبردستی کی قائل نہیں ہوں۔" وہ ہاتھ میں پھول تھامے اس کی آنکھوں میں جھانک کر نہایت خود اعتمادی سے کہہ رہی تھی۔

"کیا ہوا اگر میرے دل میں تمہارے لیے کچھ نہیں۔ روح میں تو ہے نا۔ رشتے روح کے بھی تو ہوتے ہیں اور وہی رشتے پائیدار ہوتے ہیں۔ روح تو مر کر بھی نہیں مرتی۔" ماہون نے اس کے ہاتھ تھام لیے اور اس کے ہاتھوں سے پھول اٹھا کر ایک طرف رکھ دیے۔

"یہ شاہدہ کی طرح محبت کی خوشبو سے خالی ہیں۔ مجھے محبت ہی نہیں تمہارا ساتھ بھی چاہیے، ساری زندگی کے لیے۔" اب وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر کہہ رہا تھا۔

"جی۔" وہ جھجکی اور اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی مگر اس کی گرفت بہت مضبوط تھی۔

"چھوڑیں، کوئی دیکھ لے گا۔" وہ گھبرا گئی۔ ماہون کے وجود سے اٹھتی اس کی محبت کی مہک نے اسے پریشان کر دیا تھا۔

"اچھا ہے، تایا جی دیکھ لیں اور ہمارا نکاح جو بعد کو ہونا ہے وہ آج ہی ہو جائے۔" وہ شرارت سے بولا۔

"جی۔" وہ چونک گئی۔

"میں ہار گیا ہوں تمہاری اس بے لوث محبت کے آگے۔ تم نے مجھے جیت لیا ہے اپنے خاموش مگر اندر ہی اندر سسکنے والے پیار سے۔ ارفع! اب تو انکار نہیں کرو گی نا۔" ماہون نے جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکنا چاہا تو وہ تیزی سے نکل گئی۔

"مجھے کیا معلوم۔"

اس کے اس انداز دلربائی میں بھی محبتوں کے ہزار رنگ چھپے ہوئے تھے جو ماہون کی روح پر چھا گئے، کبھی نہ مٹنے کے لیے۔

عمران ڈائجسٹ کا ایک حیرت انگیز سلسلہ
ایئرہوسٹس
اب دو حصوں میں شائع ہو گئی ہے
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، ۳۷ اردو بازار کراچی

HarfeDua @ OneUrdu.com
UrduPhoto.com